NATIONAL GARRISON SECONDARY SCHOOL

Class: Eight

Subject: Islamiat

Satellite Town Campus
3/A, Satellite Town, Adda Gulberg Road,
Rahim Yar Khan.
068-5875725, 068-5885525, 068-5877525

Tooba Campus
191/A Block-X, Scheme No. 2,
Gulshan-e-Iqbal, Rahim Yar Khan.
068-5901066, 068-5901077

Qasim Campus
Behind Rehmat Market,
Gulshan Abad Colony, Kot Samaba.
068-5000761, 068-5566725

عقیدہ آخرت اور تعمیر سیرت میں اس کا کردار

تفصیلی سوالات:

س: ایمان بالآخرۃ کے اجزا کیا ہیں؟

ج: ایمان بالآخرۃ کے اجزا:

1۔ یہ زندگی عارضی ہے۔ ایک دن اللہ تعالیٰ تمام دنیا اور اس کی مخلوق کو مٹا دے گا۔

2۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو ایک دوسری زندگی بخشے گا اور سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے، اسے حشر کہتے ہیں۔

3۔ اُس دن ہر انسان کا نامہ اعمال اُس کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا۔

4۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اچھے اور بُرے اعمال کا وزن فرمائے گا۔ جس کی نیکیاں اللہ کی میزان میں برائیوں سے زیادہ وزنی ہوں گی، اُسے بخش دے گا۔ اور جس کی برائیوں کا پلہ بھاری رہے گا، اُسے سزا دے گا۔

5۔ جن لوگوں کی بخشش ہو جائے گی وہ جنت میں جائیں گے اور جن کو سزا دی جائے گی وہ دوزخ میں جائیں گے۔ وہی ابدی زندگی ہوگی۔

س: عقیدہ آخرت کے بغیر نیکی اور حسنِ اخلاق کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہتی۔ وضاحت کریں؟

ج: آخرت کا انکار یا اقرار انسان کی سیرت کے بنانے یا بگاڑنے پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ ایک وہ شخص ہے جس کی نظر صرف اس دنیا کے فائدے یا نقصان پر ہے۔ یہ شخص کسی ایسے بُرے کام سے پرہیز نہ کرے گا جس سے دُنیا میں اسے نقصان پہنچنے کا خطرہ نہ ہو، اور نہ وہ کسی اچھے کام پر آمادہ ہوگا جس سے اُسے دنیا میں فائدہ ملنے کی اُمید نہ ہو۔ ایسے شخص کے لیے قطعی ناممکن ہے کہ وہ ایک قدم بھی اسلام کے راستے پر چلے۔

۔ اسلام کہتا ہے اللہ کی راہ میں غریبوں کو زکوٰۃ دو۔ وہ جواب دیتا ہے زکوٰۃ سے میری دولت گھٹ جائے گی، میں تو اُلٹا اپنے مال پر سود لوں گا۔

۔ اسلام کہتا ہے کہ سچ بولو اور جھوٹ سے پرہیز کرو۔ خواہ سچائی میں کتنا ہی نقصان اور جھوٹ میں کتنا ہی فائدہ کیوں نہ ہو۔ وہ جواب دیتا ہے میں ایسی سچائی کو لے کر کیا کروں گا جس سے مجھے نقصان ہو اور فائدہ کچھ نہ ہو۔ اور ایسے جھوٹ سے پرہیز کیوں کروں جو فائدہ مند ہو اور جس میں بدنامی کچھ بھی نہ ہو۔

یہ تمام رویے اُس شخص کے ہیں جو یا تو عقیدہ آخرت کو مانتا ہی نہیں یا مانتا بھی ہے تو شک کے ساتھ، یقین کے ساتھ نہیں۔

س: اطاعتِ الٰہی اور اعلیٰ کردار صرف عقیدہ آخرت ہی کے ذریعے ممکن ہے، تشریح کریں؟

ج: ایک شخص جس کی نظر افعال کے آخری نتائج پر ہے۔ وہ دُنیا کے فائدے یا نقصان کو عارضی چیز سمجھتا ہے اور آخرت کے ابدی فائدوں یا نقصان کا خیال کرتے ہوئے نیکی کو اختیار کرتا یا بدی کو چھوڑ دیتا ہے۔

۔ایسے شخص کے دل میں اگر خیال آئے کہ امتحان میں ناجائز ذرائع سے کامیابی حاصل کر لی جائے۔

۔رشوت یا سفارش کے ذریعے کوئی اُونچا عہدہ حاصل کر لیا جائے۔

۔مالک سامنے نہیں تو اُس کی کوئی قیمتی چیز ہی چرا لی جائے جو مجھے امیر بنا دے۔

۔امانت رکھوانے والا تو مر گیا کیوں نہ اُس کی امانت ہڑپ کر لی جائے، کیونکہ اُس کے بال بچوں کو اس کی خبر ہی نہیں۔

۔افسر تو دفتر چھوڑ کر کام سے چلا گیا ہے، کیوں نہ اُس کی غیر موجودگی سے فائدہ اُٹھا کر چند گھنٹے سیر و تفریح میں یا گپ شپ میں گزار لیے جائیں۔

اس قسم کے خیالات دل میں پیدا ہوتے ہی آخرت پر ایمان رکھنے والے شخص کی نظر اُس آنے والے وقت کی طرف اُٹھ جاتی ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہو کر اپنے ہر عمل کے لیے جواب دہ ہو گا۔ یہی خیال اُسے دُنیاوی لذات کو چھوڑ کر آخرت کے فائدوں کی طرف مائل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

س: تعمیرِ سیرت کے سلسلے میں عقیدہ آخرت کے کردار پر ایک مفصل مضمون تیار کریں؟

ج: آخرت کا انکار یا اقرار انسان کی سیرت کے بنانے یا بگاڑنے پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص دُنیا میں اچھے کام کرتا ہے، لیکن اکثر اوقات اُسے اس کا فائدہ نظر نہیں آتا۔ اسی طرح ایک شخص دُنیا میں برے کام کرتا ہے لیکن اکثر اوقات وہ سزا سے بچ جاتا ہے۔ ایسے حالات میں عقلِ انسانی مطالبہ کرتی ہے کہ جزا و سزا کا ایک دن مقرر ہونا چاہئے۔ جب نیکی کرنے والوں کو جزا اور برائی کرنے والوں کو سزا ملے۔

آخرت کا دن جسے حشر کہا جاتا ہے۔ اس دن تمام انسانوں کے نامہ اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ نیکی کرنے والوں کو جزا یعنی جنت ملے گی اور برائی کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا۔ یہی وہ عقیدہ آخرت ہے جو دُنیا میں لوگوں کو اچھے کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور برائی سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔

قرآن مجید میں یہ بات اس طرح بیان کی گئی ہے:

"پس لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا ہی میں سب کچھ دے دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور ان میں سے کوئی ایسا ہے، جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے ان اعمال کا حصہ (بدلہ) ہے جو انھوں نے کیے۔ اور اللہ جلدی حساب چکانے والا ہے۔"

مختصر جوابات:

س: عقیدہ آخرت کی توجیہ کیا ہے؟

ج: عقیدہ آخرت کی توجیہ عقلی ہے۔

س: عقیدہ آخرت کے بارے میں سائنس دان کس بات پر متفق ہیں؟

ج: سائنس دان بھی اس بات پر متفق ہو چکے ہیں کہ ایک دن سورج ٹھنڈا اور بے نور ہو جائے گا۔ سیارے ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گے۔ اور دُنیا تباہ ہو جائے گی۔

"انسان کے تمام اعمال کا ریکارڈ اللہ کے ہاں محفوظ ہو رہا ہے۔"

اس بات کا سائنسی ثبوت یہ ہے کہ آواز کی لہریں گرد وپیش کی چیزوں پر اپنا نقش چھوڑ جاتیں ہیں۔

س: عقیدہ آخرت کیسے ایک انسان کی زندگی کا سچا سہارا ہے؟

ج: عقیدہ آخرت ایک مسلمان کا بہت بڑا اور سچا سہارا ہے۔ اس زندگی میں کتنی ہی دشواریاں اور ناکامیاں ہم اس اُمید پر گوارا کر لیتے ہیں کہ آئندہ زندگی میں ان کی تلافی ہو جائے گی۔ اگر آج یہ عقیدہ ختم ہو جائے تو زندگی میں مایوسی چھا جائے۔ لاکھوں لوگ خودکشی کر لیں۔ بھوکے، دولت مندوں کے کپڑے نوچ لیں اور دُنیا کا امن درہم برہم ہو جائے۔

خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ دوسری زندگی میں جس دن سب لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے، اسے۔۔۔ **حشر**۔۔ کہتے ہیں۔

2۔ نامہ اعمال میں انسان کے چھوٹے بڑے تمام۔۔۔ **اعمال**۔۔۔ درج ہوں گے۔

3۔ جس اللہ نے انسان اور کائنات کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اس کے لیے۔۔ **دوسری**۔۔۔ مرتبہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے۔

4۔ آخرت کی جواب دہی کا احساس انسان کو ظلم اور برائی سے روکنے کا بہترین۔۔ **زریعہ**۔۔ ہے۔

5۔ عقیدہ آخرت ایک مسلمان کا بہت بڑا اور سچا۔۔ **سہارا**۔۔۔ ہے۔

روزہ (فضیلت اور معاشرتی اثرات)

تفصیلی جوابات:

س: روزے کا مفہوم بیان کریں؟

ج: روزہ ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اس کے لیے قرآن وحدیث میں لفظ "صوم یا صیام" استعمال ہوا ہے۔ جس کے لغوی معنی" رک جانے یا بچ جانے" کے ہیں۔

شرعی اصطلاح میں وہ عبادت جس میں ایک مسلمان طلوع فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور اپنی جائز نفسانی خواہشات سے رُک جاتا ہے اُسے "صوم یعنی روزہ" کہا جاتا ہے۔

س:روزے کے فضائل بیان کریں:

ج:اسلامی عبادات میں روزے کے بہت سے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

ترجمہ:"جب رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔"

رمضان المبارک کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزے دار کو بے حساب اجر وثواب عطا کرتا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"ابنِ آدم جو نیک عمل کرتا ہے اس کا اجر (اللہ تعالیٰ کے ہاں) دس گُنا سے لے کر سات سو گُنا تک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سوائے روزہ کے، کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر (ثواب) دوں گا۔"

کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرانا بھی بے حد اجر وثواب کا باعث ہے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اس (ماہِ رمضان) میں کسی روزہ دار کو (روزہ) افطار کرائے گا۔اس کے گناہوں کی معافی ہے اور وہ خود کو جہنم سے بچالے گا۔ اور اسے روزے دار جتنا ہی ثواب ملے گا جبکہ اس روزہ دار کے اپنے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔

س:روزے کے معاشرتی فوائد بیان کریں؟

ج:روزے کے معاشرتی فوائد درج ذیل ہیں:

1۔ روزے کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کی فضا پیدا ہوتی ہے جس کی بناء پر مسلمانوں میں عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے۔

2۔ روزہ انسان میں بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے جس سے انسان مشقت اٹھانے کا عادی بن جاتا ہے۔

3۔ ایک مقررہ وقت پر اٹھنا اور سحری نوش کرنا اور مقررہ وقت پر روزہ افطار کرنا انسان میں پابندی وقت کی خوبی پیدا کرتا ہے۔

4۔ روزہ انسان کو جھوٹ، غیبت، حرام خوری اور بے شمار غلط خواہشات کو پورا کرنے سے روکتا ہے۔

5۔ جب تمام لوگ روزے کے دوران ایک ہی کیفیت سے گزرتے ہیں تو اُن میں اتحاد واتفاق پیدا ہوتا ہے۔

6۔ روزہ سے انسانی صحت بہتر ہوتی ہے۔ رمضان المبارک میں تیس دن لگاتار معدے کو خالی رکھنے کی مشق کی جاتی ہے جس سے انسانی صحت بہتر ہوتی ہے۔ اور ایک صحت مند اور توانا معاشرہ جنم لیتا ہے۔

مختصر جوابات:

س:روزے کا اصطلاحی معنی کیا ہے؟

ج:شرعی اصطلاح میں وہ عبادت جس میں ایک مسلمان طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور اپنی جائز نفسانی خواہشات سے رُک جاتا ہے۔اُسے "صوم یعنی روزہ" کہا جاتا ہے۔

س:روزہ اور دوسری عبادات میں کیا فرق ہے؟

ج:روزہ اور دوسری عبادات میں ایک خاص فرق یہ ہے کہ نماز،زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی لوگوں سے چھپ کر نہیں کی جاسکتی ۔لیکن روزہ ایسی عبادت ہے جس میں روزہ دار اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔روزہ دار چاہے تو چھپ کر کھاپی سکتاہے۔مگر وہ صبر سے کام لیتاہے کیونکہ اُسے اللہ تعالیٰ سے اجر کی اُمید ہوتی ہے۔

س:روزہ دار کے لیے کتنی خوشیاں ہیں؟

ج:روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

س:رمضان المبارک میں دوسرے لوگوں کے لیے کیا جذبہ بیدار ہوتا ہے؟

ج:رمضان المبارک میں لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

س:"شھر المواساۃ" کسے کہتے ہیں؟

ج:نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کا نام **"شھر المواساۃ"** رکھاہے۔یعنی یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمگساری کا مہینہ ہے۔

۔خالی جگہ پُر کریں:

1۔روزہ ارکانِ اسلام میں سے۔۔۔**ایک**۔۔۔رُکن ہے۔

2۔روزہ گناہوں سے۔۔۔۔**بخشش**۔۔۔۔کا ذریعہ ہے۔

3۔روزے مسلمانوں پر۔۔۔۔**رمضان**۔۔۔میں فرض کیے گئے ہیں۔

۔درست جواب کی نشاندہی کریں۔

1۔روزہ کے معنی ہیں: (رُک جانا)

2۔اے ایمان والو! تم پر روزے کر دیئے گئے: (فرض)

3۔ماہِ رمضان وہ ہے جس میں آسمانی کتاب نازل ہوئی: (قرآن پاک)

4۔روزے دار کے لیے خوشیاں ہیں: (دو)

حج اور اُس کی عالمگیریت

تفصیلی جوابات:

س: اسلام میں حج کو کیا حیثیت حاصل ہے؟ تفصیل سے بیان کریں؟

ج: حج کے لغوی معنی ہیں: "زیارت کا ارادہ کرنا"۔ شریعت میں اسے حج اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں ایک مسلمان بیت اللہ شریف کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے۔ حج ہر بالغ اور صاحب حیثیت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو بھی استطاعت رکھتا ہو، اس کے گھر کا حج کرے۔ اور جس نے کفر و نافرمانی کی روش اختیار کی تو اللہ سب اہلِ عالم سے بے نیاز ہے۔"

اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ:

"جس شخص کو کسی بیماری یا واقعی ضرورت یا ظالم حکمران نے نہ روک رکھا ہو، اور اس کے باوجود وہ حج نہ کرے، تو چاہے وہ یہودی مرے چاہے نصرانی۔"

حج اسلام کا پانچواں بنیادی رُکن ہے۔

س: سفر حج کے دوران عالم اسلام کے اتحاد کی جو روح نمایاں ہوتی ہے، اُسے مثالیں دے کر واضح کریں؟

ج: اپنے دل میں اُس نقشے کا تصور تو کریں کہ بے شمار قوموں اور ملکوں کے لوگ ہزاروں راستوں سے ہو کر ایک مرکز کی طرف چلے آرہے ہیں، شکلیں، رنگ، زبانیں مختلف ہیں، مگر مرکز کے قریب ایک خاص حد تک پہنچتے ہی سب اپنے اپنے قومی لباس ترک کر دیتے ہیں اور ایک ہی طرز کا سادہ سا یونیفارم پہن لیتے ہیں، جسے احرام کہا جاتا ہے۔ اس کے پہنتے ہی ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ سلطانِ عالم اور زمین و آسمان کے مالک کی یہ فوج جو دنیا کی ہزاروں قوموں سے بھرتی ہو کر آرہی ہے، ایک ہی بادشاہ کی فوج ہے۔ اور یہ سب لوگ ایک ہی بادشاہ کے دربار میں پیش ہونے جارہے ہیں۔ یہ یونیفارم پہنے ہوئے سپاہی جب میقات (احرام باندھنے کی مقررہ جگہ) سے آگے چلتے ہیں تو سب کی زبانوں سے ایک ہی نعرہ بلند ہوتا ہے۔

"حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ یقیناً تعریف سب تیرے ہی لیے ہے، نعمت سب تیری ہے، ساری بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

س: مکہ مکرمہ اور بیت اللہ شریف پہنچنے کے بعد ملتِ اسلامیہ کی وحدت کے کیا مناظر دکھائی دیتے ہیں؟

ج: بولیاں سب کی مختلف ہیں مگر نعرہ سب کا ایک ہے۔ مختلف ملکوں کے قافلے ملتے جاتے ہیں اور سب کے سب مل کر ایک ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ سب کا ایک امام، سب کی ایک ہی حرکت، سب کی عبادت کی ایک ہی زبان، سب ایک اللہ

اکبر کے اشارے پر اٹھتے بیٹھتے اور رکوع و سجود کرتے ہیں۔ اور سب اسی ایک قرآن کو پڑھتے اور سنتے ہیں۔ یوں زبانوں ، نسلوں، قومیتوں اور وطنوں کا اختلاف مٹتا ہے اور اور ایک اللہ کو ماننے والوں کی عالمگیر جماعت تشکیل پاتی ہے۔ پھر جب یہ قافلے یک زبان ہو کر "لبیک اللھم لبیک" کے نعرے بلند کرتے ہوئے چلتے ہیں تو ایک عجیب سی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے نشے میں سرشار ہو کر آدمی اپنی ذات بھول جاتا ہے۔ اور اس لبیک کی کیفیت میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔

س: مناسکِ حج بیان کریں؟

ج: سب کا منیٰ میں کیمپ لگانا، پھر سب کا عرفات کی طرف کوُچ کرنا اور وہاں ایک امام سے خطبہ سننا، پھر سب کا رات کو مزدلفہ میں چھاؤنی ڈالنا، پھر سب کا ایک ساتھ منیٰ کی طرف پلٹنا، پھر سب کا جمرات پر کنکریاں مارنا، پھر سب کا قربانیاں کرنا، پھر سب کا ایک ساتھ کعبے کی طرف پلٹ کر " طوافِ زیارۃ" کرنا اور سب کا ایک ہی مرکز کے گرد نماز پڑھنا،،،،،، یہ سب وہ اعمال ہیں جس کی مثال پوری دنیا میں یا کسی مذہب کے کسی عمل میں نہیں ملتی۔

۔خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ حج کے لغوی معنی ہیں۔۔۔ **زیارت**۔۔۔۔۔ کا ارادہ کرنا۔

2۔ جو بھی استطاعت رکھتا ہو، اللہ کے گھر کا۔۔۔ **حج**۔۔ کرے۔

3۔ حج کا احرام باندھنے کی مقررہ جگہ کو۔۔۔۔ **میقات**۔۔۔ کہتے ہیں۔

4۔ اے اللہ میں۔۔۔ **حاضر**۔۔۔ ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں۔

5۔ بے شک۔۔ **حج**۔۔۔ گناہوں کو دھو ڈالتا ہے۔

سیرت طیبہ (حضرت محمد ﷺ)

س: سورہ احزاب کی اکیسویں آیت مع ترجمہ لکھیں؟

ج: "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

ترجمہ: تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

س: رسول اللہ ﷺ کے عفو و درگزر کا کوئی واقعہ بیان کریں؟

ج: نبی پاکؐ کے عفو و درگزر کے واقعات درج ذیل ہیں:

۔ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن آپؐ سے مرعوب ہو کر تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپؐ نے وہ تلوار اٹھائی۔ اب آپؐ اُسے قتل بھی کر سکتے تھے لیکن آپؐ نے اُسے معاف فرما دیا۔

۔رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل "وحشی" مسلمان ہو گیا۔ آپؐ نے اسے کوئی سزا نہ دی اور صدقِ دل سے معاف فرما دیا۔

س: رسول اللہ ﷺ کی جانوروں پر شفقت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ج: رسول اللہ ﷺ کی رحمت و شفقت انسانوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ آپؐ جانوروں کے ساتھ بھی رحمت و شفقت کا معاملہ فرماتے۔

۔ایک صحابی نے جب کسی پرندے کے بچوں کو اٹھایا تو وہ شور مچانے لگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کس نے اس پرندے کے بچوں کو اٹھا کر بے قرار کیا ہے۔ اس پر اس صحابی نے بچے لا کر ادھر رکھ دیئے۔ جس کے بعد اس پرندے کو قرار آیا۔

۔ایک دفعہ ایک اونٹ والے کو اس کے اونٹ کے بارے میں نرمی کرنے، کافی خوراک دینے اور طاقت کے مطابق بار لادنے کا حکم دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ،

"تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

س: "من لا یرحم لا یرحم" کا ترجمہ لکھیں؟

ج: ترجمہ:

"جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

س: لوگوں کے ساتھ نبی پاک ﷺ کی نرمی اور حسنِ سلوک کا ذکر اللہ پاک نے کن الفاظ میں کیا ہے؟

ج: ترجمہ: "پس اللہ کی رحمت کے سبب تم اُن کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تم مزاج کے اکھڑ اور دل کے سخت ہوتے تو یہ لوگ تمھارے پاس سے منتشر ہو گئے ہوتے۔

۔خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ تم زمین والوں پر رحم کرو،۔۔۔ **آسمان** ۔۔۔ والا تم پر رحم کرے گا۔

2۔ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے فرمایا: جاؤ تم سب ۔۔ **آزاد** ۔۔۔ ہو۔

3۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ۔۔ **وحشی** ۔۔۔ کو بھی معاف فرما دیا۔

4۔ جو شخص ہمارے ۔۔۔ **چھوٹوں** ۔۔ پر رحم نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں۔

5۔ جو شخص ۔۔۔ **رحم** ۔۔۔ نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

صبر و تحمل

س: کوئی تکلیف پہنچے تو ایک صابر انسان کو کیا کہنا چاہیئے؟

ج: کوئی تکلیف پہنچے تو ایک صابر انسان کو کہنا چاہیئے:

ترجمہ: "ہم اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

س: تحمل کے معنی بیان کریں؟

تحمل کے معنی ہیں "برداشت کرنا۔" یعنی دشمن کی طرف سے ہر قسم کی تکلیف، گستاخی اور ضرر کو برداشت کرنا، زندگی میں پیش آنے والے ناگوار حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا اور مُسلسل آگے بڑھنا۔

س: ایمان والوں کو مصیبت اور مشکل کے وقت کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے؟

ج: ایمان والوں کی یہ صفت ہے کہ وہ مصیبت اور مشکل میں صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں۔

س: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے ذمے کیا اہم کام لگایا؟

ج: اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کے ذمے ایک اہم کام یہ لگایا کہ وہ اسلام اور قرآن کا پیغام عام کرنے کے لیے بھرپور کوشش کریں۔

س: رسول اللہ ﷺ نے اسلام اور قرآن کی دعوت کا کام کتنے عرصے میں مکمل کیا؟

ج: آپؐ نے یہ سارا کام 23 سال کے عرصے میں پورا کیا۔

س: رسول اللہ ﷺ کے دانت مبارک کس غزوہ میں شہید ہوئے؟

ج: آپؐ کے دانت مبارک "غزوہ اُحد" میں شہید ہوئے۔

س: صبر کے حوالے سے کسی قرآنی آیت کا ترجمہ بیان کریں؟

ج: ترجمہ:

"صبر کرنے والے اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں۔"

س: صبر کے معنی بیان کریں؟

ج: صبر کے معنی ہیں: "اپنے آپ کو قابو میں رکھنا، تکالیف برداشت کرنا، کسی بات پر ثابت قدم رہنا۔

س: شعب ابی طالب میں نبی پاک ﷺ کتنے سال رہے نیز کن حالات کا سامنا کیا؟

ج: شعب ابی طالب کے مقاطعہ و اسیری میں آپؐ کو، آپؐ کے اہلِ خاندان کو، اور آپؐ کے پیروکاروں کو تین سال تک مختلف قسم کی تکالیف اور فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا۔

س: کس غزوہ میں آپؐ کو بُھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنے پڑے؟

ج: غزوہ احزاب (خندق) کے موقعہ پر آپؐ کو بُھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنے پڑے۔

۔خالی جگہ پُر کریں:

1۔ صبر کے۔۔ **معنی**۔۔۔ ہیں، اپنے آپ کو قابو میں رکھنا۔

2۔ قرآن پاک نے۔۔۔ **صبر**۔۔۔ کا بیان بہت اچھے انداز میں کیا ہے۔

3۔ تمام آزمائشوں میں اپنے آپ کو۔۔ **اللہ**۔۔۔ کے سپرد کر دینا چاہیئے۔

4۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ۔۔ **جاننے**۔۔ والا ہے۔

5۔ ایمان والوں کی یہ صفت ہے کہ وہ مصیبت میں۔۔۔ **صبر**۔۔۔ سے کام لیتے ہیں۔

\-

ایفائے عہد

س: ایفائے عہد سے کیا مُراد ہے؟

ج: کسی سے جو وعدہ یا قول و قرار کیا جائے اس کو پورا کرنا، وعدے کی پابندی یا ایفائے عہد کہلاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت بھی ہے اور سچے لوگوں کی علامت بھی۔

س: "لا یخلف اللہ المیعاد" کا ترجمہ لکھیں؟

ج: ترجمہ: "اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔"

س: "واوفوبالعھد، ان العھد کان مسؤلا" کا ترجمہ بیان کریں؟

ج: ترجمہ: "اور وعدہ پورا کیا کرو، (قیامت کے دن) وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

س: عقد کے لفظی معنی کیا ہیں؟

ج: عقد کے لفظی معنی "گرہ لگانے" کے ہیں۔ اس سے مُراد لین دین اور معاملات میں اپنے تحریری اور زبانی وعدوں کا خیال رکھنا ہے۔

س: حدیثِ مبارکہ میں دین داری کی علامت کسے قرار دیا گیا ہے؟

ج: ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو اپنے وعدے اور قول و قرار کا خیال نہیں رکھتا اس میں دین نہیں ہے۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وعدے کی پابندی دین داری کی علامت ہے اور وعدے کی خلاف ورزی کرنا دین میں کمزوری کی علامت ہے۔

س: اللہ تعالیٰ نے راست باز اور اچھے بندوں کی کیا صفت بتائی ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے راست باز اور اچھے بندوں کی صفت یہ بتائی ہے کہ وہ اپنے وعدے پورے کرتے ہیں۔

استقامت

س: استقامت کا مفہوم تفصیل سے بیان کریں؟

ج: استقامت کے لفظی معنی ہیں سیدھا رہنا یا سیدھا چلتے رہنا۔ یعنی جس بات کو حق مان لیا ہے اُس پر قائم رہیں، مشکلات پیش آئیں، مخالفتوں کا سامنا ہو، تکلیفیں دی جائیں، سب کچھ صبر سے برداشت کریں، لیکن حق سے منہ نہ موڑیں اور ثابت قدمی سے دین پر قائم رہیں۔

س: قرآن کریم نے کن باتوں پر استقامت کا حکم دیا ہے؟

ج: قرآن کریم نے جن باتوں پر استقامت کا حکم دیا ہے وہ یہ ہیں کہ جس بات کو حق مان لیا ہے اُس پر قائم رہیں، مشکلات پیش آئیں، مخالفتوں کا سامنا ہو، تکلیفیں دی جائیں، سب کچھ صبر سے برداشت کریں، لیکن حق سے منہ نہ موڑیں اور ثابت قدمی سے دین پر قائم رہیں۔

س: استقامت کا حکم کیوں دیا گیا؟ فوائد بیان کریں؟

ج: استقامت کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ ایک طرف ہماری آزمائش ہو جائے کہ ہم اپنے ایمان کے دعوٰی میں کتنے سچے ہیں۔ دوسرے اس کے زریعے استقامت دکھانے والوں کے درجات بلند ہوں۔ تیسرے اسی کے زریعے سے دین پھیل سکتا ہے۔

س: استقامت کے اجرِ عظیم پر روشنی ڈالیں؟

ج: صبر و استقامت کے اجرِ عظیم کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹ گئے تو اُن پر فرشتے (یہ خوشخبری لے کر) نازل ہوتے ہیں کہ نہ تم خوف کھاؤ اور نہ غم کرو اور اس جنت کی نوید پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ ہے۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے حامی

ومددگار اور دوست ہیں اور آخرت میں بھی۔ اور اس (جنت) میں تمھارے لیے وہ (سب کچھ) ہو گا۔ جو تمھارا جی چاہے گا۔ اور وہ سب کچھ ہو گا جو تم طلب کرو گے۔ بطور میزبانی کے بہت بخشنے والے نہایت مہربان کی طرف سے۔"

س: رسول اللہ ﷺ کی استقامت کی مثالیں بیان کریں؟

ج: رسول اللہ ﷺ کی استقامت کی مثالیں درج ذیل ہیں:

۔ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو ہر طریقے سے ستایا گیا۔ دھمکیاں، توہین، و تمسخر، تکلیفیں، لالچ، قید و بند غرض کوئی ظلم نہ چھوڑا۔ آپؐ کے چچا پر زبردست دباؤ ڈالا گیا۔ چچا نے آکر سمجھانے کی کوشش کی۔ تو جوبات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی، اس کی عظمت قیامت تک قائم رہے گی۔ فرمایا:

"اگر یہ کافر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں، تو بھی میں اس دینِ حق کی دعوت و تبلیغ سے باز نہیں آؤنگا۔"

۔ غزوہ بدر میں تھوڑی سی نفری کے ساتھ ایک بڑی مسلح فوج کا مقابلہ کیا۔

۔ غزوہ اُحد میں انتہائی مشکل حالات میں زخموں کے باوجود ثابت قدمی دکھائی۔

۔ غزوہ احزاب میں لوگوں کا کلیجہ منہ کو آگیا لیکن آپ ﷺ کے پائے مبارک میں کوئی لغزش نہ آئی۔

۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر استقامت اور دور اندیشی کا بے مثال مظاہرہ کیا۔

۔ غزوہ تبوک کے حوصلہ شکن اور صبر آزما حالات میں بھی استقامت دکھائی۔

منافقوں کی سازشیں، تہمتوں کے تیر اور الزام تراشیوں کے ہتھکنڈے کوئی چیز بھی رسول اللہ ﷺ کو ذرہ بھر اپنے موقف سے نہ ہٹا سکی۔ رسول اللہ ﷺ ایک پہاڑ کی طرح مخالفتوں اور آزمائشوں کے طوفان کے مقابلے میں اپنی جگہ پر قائم رہے۔

س: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استقامت کی مثالیں بیان کریں؟

ج: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استقامت کی مثالیں درج ذیل ہیں:

حضرت خباب بن الارت:

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے اپنی مصیبتوں کا حال بیان کرکے دعا کی درخواست کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایسا بھی ہوا کہ ایک آدمی کو زمین میں گاڑھ دیا گیا۔ اسے آرے سے چیر کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا مگر وہ ثابت قدم رہا۔ اور لوہے کی کنگھیوں سے کسی کا گوشت اُچیل اُچیل کر الگ کر دیا گیا لیکن پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ ہٹا۔ پھر انہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ ہوا کہ اسلام قبول کرنے کے نتیجے میں ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے گئے، حتیٰ کہ ایک دن زمین پر کوئلے دہکا کر انھیں ان پر چت لٹا دیا گیا۔ ایک شخص ان کی چھاتی پر پاؤں رکھے کھڑا رہا کہ کروٹ نہ بدل سکیں۔ یہاں تک کہ کوئلے ان کے جسم کی چربی پگھلنے سے

خود بخود ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور یہ نشان عزیمت و استقامت کے تمغے کے طور پر ساری عمر کے لیے آپ کے جسم پر ثبت ہو کر رہ گیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ:

ایک صحابی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ نیزوں کے کچوکے اور تلواروں کے گھاؤ لگا لگا کر اذیتیں دی گئیں۔ کسی ستم ظریف نے پوچھا کیا خیال ہے خبیب! اب تو چاہتے ہو گے کاش میری جگہ محمد ﷺ ہوں اور میں اس عذاب سے بچ جاؤں۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ مجھے سو دفعہ بھی اس طرح اذیتیں دے دے کر مارا اور زندہ کیا جاتا رہے، مجھے منظور ہے لیکن یہ گوارا نہیں کہ میرے پیارے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔ اس شہیدِ راہِ وفا نے مرنے سے پہلے جو اشعار کہے، اُن میں سے ایک یہ ہے:

"جب میں ایمان کی حالت میں اپنی جان دے رہا ہوں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں اللہ کی راہ میں زخم کھا کر گرتا ہوں تو میری دائیں کروٹ پہلے زمین پر لگتی ہے یا بائیں کروٹ۔"

۔خالی جگہ پُر کریں:

1۔ استقامت کے لفظی معنی ہیں۔۔۔ **سیدھے**۔۔۔ چلتے رہنا۔

2۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے حامی و مددگار اور دوست ہیں اور۔۔ **آخرت**۔۔۔ میں بھی۔

3۔ جنت میں تمھارے لیے وہ سب کچھ ہو گا، جو تمھارا جی۔۔۔ **چاہے**۔۔ گا۔

4۔ حضرت۔۔۔ **خباب رضی اللہ عنہ**۔۔۔ کو جلتے کوئلوں پر لٹا دیا گیا، اور اس وقت تک اٹھنے نہ دیا جب تک کوئلے ٹھنڈے نہ ہو گئے۔

5۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استقامت کے۔۔۔ **کارنامے**۔۔۔ سرانجام دیئے۔

حسنِ معاشرت

تفصیلی جوابات

س: حسنِ معاشرت سے کیا مُراد ہے؟ تفصیل سے بیان کریں؟

ج: انسان جس معاشرے میں رہتا ہے وہاں کے لوگوں کے ساتھ اُس کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اس تعلق کو اچھے طریقے سے انجام دینا حسنِ معاشرت ہے۔ اس تعلق میں نہ صرف والدین، رشتہ دار اور دوست شامل ہیں بلکہ اس میں محلہ، وطن، قوم کے لوگ، حتیٰ کہ حیوانات و نباتات بھی شامل ہیں۔ چنانچہ حسنِ معاشرت یہ ہے کہ اپنے پورے ماحول اور اس کے تمام افراد کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کیے

جائیں۔ان کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے۔بڑوں کا ادب کیا جائے۔چھوٹوں پر شفقت کی جائے۔ہر انسان کا احترام کیا جائے۔ہر شخص کو اس کا حق دیا جائے اور ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔

س:حسنِ معاشرت کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات بیان کریں؟

ج:حسنِ معاشرت پر اللہ کے نبی ﷺ نے بہت زور دیا ہے۔آپؐ نے شرافت اور عظمت کی بنیاد اچھے اخلاق اور نیک کردار کو قرار دیا ہے۔

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ سے حسنِ خلق کے بارے میں پوچھا گیا۔آپؐ نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی،

ترجمہ:"معاف کر دینے کی روش اختیار کرو،اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں (کی باتوں) کی طرف دھیان نہ دو۔"

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ،

"میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے:"جو مجھ سے تعلق توڑنا چاہے اُس کے ساتھ تعلق جوڑوں،جو مجھے محروم کرے اُس کو عطا کروں،اور جو مجھ پر زیادتی کرے اُسے معاف کر دوں۔۔۔۔۔۔۔"

آپؐ نے سلام کو عام کرنے کی بھی تاکید فرمائی۔

س:آج کے دور کے معاشرتی مسائل پر ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

ج:آج کے دور کے معاشرتی مسائل پر ہمیں اسلام تلقین کرتا ہے کہ،

۔ماحول کو آلودگی سے بچایا جائے۔

۔گھر اور کمرے کو صاف رکھا جائے،گندی اور ناکارہ چیزیں باہر نہ پھینکی جائیں۔

۔اونچی آواز میں ریڈیو اور ٹی وی چلا کر ارد گرد کے لوگوں کے آرام میں مخل نہ ہوا جائے۔

۔گلیوں میں اور سڑکوں پر کھیل سے اجتناب کریں۔اس سے راہ گیروں کو تکلیف ہوتی ہے۔گھروں کو نقصان پہنچتا ہے اور بعض اوقات کسی کو چوٹ بھی لگ سکتی ہے۔

۔جہاں تک ہو سکے ارد گرد کے ماحول کو خوبصورت بنائیں،درخت اور پودے لگائیں۔

۔غیر ملکیوں کا احترام کریں۔

۔بسوں،ویگنوں میں سفر کے وقت معذوروں،بیماروں،بزرگوں اور خواتین کو بیٹھنے کی جگہ دیں۔

۔ٹریفک کے قوانین کا احترام کریں۔

۔کسی کا مذاق نہ اڑائیں،چڑانے کے لیے نام نہ بگاڑیں۔

اللہ کی مخلوق کو اذیت نہ دی جائے۔

۔مجلس کے آداب کا خیال رکھا جائے۔

مختصر جوابات

س:اسلام نے والدین اور اساتذہ کے ساتھ کیسے پیش آنے کا حکم دیا؟

ج:اسلام نے ہدایت فرمائی کہ والدین، اساتذہ اور بزرگوں کا احترام کیا جائے۔

س:حیااور وقار کے حوالے سے کیسے زندگی گزاری جائے؟

ج:اللہ کی مخلوق کو اذیت نہ دی جائے۔اپنی زبان اور ہاتھ کے شر سے دوسروں کو محفوظ رکھا جائے۔باحیااور باوقار زندگی گزاری جائے۔

س:ریڈیواور ٹی وی کو کیسی آواز میں چلانا چاہیئے؟

ج:ریڈیو اور ٹی وی کو آہستہ آواز میں چلانا چاہیئے۔

س:حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول پاک ن ﷺ کی خدمت میں کتنے سال رہے؟

ج:حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول پاکؐ کی خدمت میں دس سال رہے۔

س:کیا اسلام دوسروں کے نام بگاڑنے اور چڑانے سے منع کرتا ہے؟

ج:جی ہاں، اسلام دوسروں کے نام بگاڑنے اور چڑانے سے منع کرتا ہے۔

س:حسنِ معاشرت کے حوالے سے اُسوہ رسول مقبول ﷺ بیان کریں؟

ج:مکہ والوں نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو کتنا تنگ کیا۔ کتنی اذیتیں دیں۔ آپؐ کو شہر بدر کیا۔ مگر جب مکہ میں قحط پڑااور اُن کا ایک نمائندہ آپؐ کے پاس مدینہ آیااور مدد کی درخواست کی تو آپؐ نے اشرفیاں دیں، ان کے لیے غلے کا انتظام کیااور قحط سے نجات کی دعا بھی فرمائی۔

س:ماحول کو آلودگی سے کیسے بچایا جاسکتا ہے؟

ج:جہاں تک ہو سکے ماحول کو خوبصورت بنائیں۔درخت اور پودے لگائیں۔جو پودے لگے ہوئے ہیں ان کی حفاظت اور آبیاری کا خیال رکھیں۔

۔خالی جگہ پُر کریں۔

1۔معاف کر دینے کی روش۔۔۔**اختیار**۔۔۔کرو۔

2۔جاہلوں کی باتوں کی طرف۔۔۔**دھیان**۔۔۔نہ دو۔

3۔جو تمھارے ساتھ زیادتی کرے اُسے۔۔۔**معاف**۔۔۔کردو۔

4۔اگر کوئی آپ کو سلام کرے تو اُس کا بہتر۔۔۔**جواب**۔۔۔دو۔

5۔چھوٹوں پر۔۔۔۔**شفقت**۔۔۔کرو۔

اخلاص و تقویٰ

تفصیلی جوابات

س: اخلاص کے لفظی معنی، انسانی تعلقات اور دین کے لحاظ سے اس کا مطلب بیان کریں؟

ج: اخلاص کے لفظی معنی:

اخلاص کے لیے ہم خلوصِ نیت کا لفظ استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے لفظی معنی ہیں "خالص کرنا"۔ خالص کا لفظ کسی ایسی چیز کے متعلق بولا جاتا ہے جو ملاوٹ سے پاک ہو۔

انسانی تعلقات میں اخلاص:

انسانی تعلقات میں اخلاص ایسی صفت کا نام ہے جس کے تحت انسان کوئی کام خالصتاً کسی ایک فرد یا کسی ایک مقصد کے لیے سرانجام دیتا ہے، اور اس سے کوئی نمائش، کوئی ذاتی غرض یا کوئی مفاد مقصود نہیں ہوتا۔

دین میں اخلاص:

دین میں اخلاص کا بھی یہی مطلب ہے کہ ایک آدمی جو کام کرے، وہ خالصتاً اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرے۔ اس سے کوئی ذاتی مفاد یا غرض وابستہ نہ ہو۔ جو آدمی اخلاص سے کام کرے اُسے مخلص کہتے ہیں۔

س: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تقویٰ کی وضاحت کس طرح کی؟

ج: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کی حقیقت دریافت کی۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المؤمنین! کبھی آپ کا گزر کسی ایسے راستے سے ہوا ہے جس میں ہر طرف خاردار جھاڑیاں ہوں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں، جب میں اپنے باپ کے اونٹ چرایا کرتا تھا تو اکثر ایسے راستوں سے گزرا کرتا تھا۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ وہ راستہ کس طرح طے کرتے تھے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے کپڑے سمیٹ لیتا تھا۔ اور ایک طرف اپنا دامن کانٹوں سے بچانے کی کوشش کرتا اور دوسری طرف کانٹوں کو اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا۔ اور بہت احتیاط سے، پھونک پھونک کر قدم رکھتا۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا "یہی تقویٰ ہے"۔

س: تقویٰ کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات بیان کریں؟

ج: اسلام نے انسانی فضیلت کا معیار تقویٰ کو قرار دیا۔

اور فرمایا:

"تقوٰی کو اپنے پوری ہمت و استطاعت سے اختیار کرو"۔

اور پھر یہاں تک فرمادیا:

"زندگی کے آخری سانس تک تقوٰی کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ اور تقوٰی کو اس طرح اختیار کرو جس طرح اس کے اختیار کرنے کا حق ہے"۔

ایک اور جگہ فرمایا گیا:

"مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔"

س: اخلاص کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات بیان کر کے ان کا مطلب واضح کریں؟

ج: اخلاص و تقوٰی کے سلسلے میں نبی پاک ﷺ کے ارشادات درج ذیل ہیں:

۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ یعنی اعمال کی جزاو سزا اور ان کی قدر و قیمت کا تعین ان کی ظاہری صورت پر نہیں ہو گا بلکہ اس نیت کی بناء پر کیا جائے گا جس کے تحت یہ کام کیا گیا ہے۔

۔ ایک مرتبہ فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمھارے جسموں، تمھاری شکلوں اور تمھارے اعمال (کی ظاہری صورت) کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمھارے دلوں کو دیکھے گا (کہ یہ عمل تم نے کس نیت سے کیا تھا)۔

۔ یہ بھی فرمایا کہ،

"جس نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی، روزہ رکھا یا خیرات کی اس نے شرک کیا۔"

۔ رسول اللہ ﷺ نے شرک خفی کو دجال کے فتنے سے بھی زیادہ خوفناک قرار دیا ہے۔

مثلاً، ایک شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے جیسے ہی اسے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کی نظر اس پر پڑی ہے تو وہ نماز کو لمبا کر دیتا ہے۔

مختصر جوابات

س: کس عمل کو دجال سے بھی زیادہ خوفناک قرار دیا گیا ہے؟

ج: رسول اللہ ﷺ نے "شرک خفی" کو دجال کے فتنے سے بھی زیادہ خوفناک قرار دیا ہے۔

س: دکھاوے کی نماز کو کیا کہا گیا ہے؟

ج: دکھاوے کی نماز کو شرک کہا گیا ہے۔

س: ریاکاری سے کیا مُراد ہے؟

ج: ریاکاری سے مُراد ہے دکھاوا کرنا۔ یعنی ایسا عمل جس میں اخلاص شامل نہ ہو صرف دکھاوے کے لیے کیا جائے، ریاکاری کہلاتا ہے۔

س: اخلاص و تقوٰی سے کیا مُراد ہے؟

ج: اخلاص و تقوٰی سے مُراد ہے کہ انسان نیکی اور پرہیز گاری بے لوث ہو کر اور اس غرض سے اختیار کرے کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے، وہ برے انجام سے بچ جائے۔ اور یہ نیکی وہ کسی مفاد یا دکھاوے یا نیک نامی کے لیے نہ کر رہا ہو۔

س: قرآن نے تمام اعمال و عبادات کا مقصد کسے قرار دیا ہے؟

ج: قرآن کریم نے تمام اعمال و عبادات کا مقصد تقوٰی کو قرار دیا۔

س: تقوٰی کے لفظی معنی کیا ہیں؟

ج: تقوٰی کے لفظی معنی ہیں: "ڈرنا، بچنا یا پرہیز گاری"۔

۔خالی جگہ پُر کریں:

1۔ اللہ تعالیٰ دلوں کی باتیں اچھی طرح۔۔۔ **جانتا**۔۔۔ ہے۔

2۔ اعمال کا دارو مدار۔۔۔ **نیتوں**۔۔۔ پر ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فضیلت کا معیار۔۔۔ **تقوٰی**۔۔۔ کو قرار دیا۔

4۔ زندگی کے آخری سانس تک۔۔۔ **تقوٰی**۔۔۔ کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

5۔ اخلاص و تقوٰی اخلاقی بلندی کا آخری۔۔۔ **زینہ**۔۔۔ ہے۔

عدل و احسان

س: عربی میں عدل کے کیا معنی ہیں؟ شریعت میں عدل سے کیا مُراد ہے؟

ج: عربی زبان میں عدل اسے کہتے ہیں کہ کسی بوجھ کو دو برابر حصوں میں اس طرح بانٹ دیا جائے کہ ان دونوں میں ذرا بھی کمی بیشی نہ ہو۔

شریعت میں عدل:

شریعت میں عدل سے مُراد ہے کہ جو شخص کسی کے ساتھ بُرائی کرے اس کے ساتھ اتنی ہی برائی کی جائے۔ اسی طرح ہر کام مناسب وقت پر کرنا بھی عدل کی ہی ایک صورت ہے۔ اور ہر چیز کو موزوں مقام پر رکھنا بھی عدل کہلاتا ہے۔ عدل کی

ضد ظلم ہے۔ جس کے معنی ہیں کسی شخص کی حق تلفی کرنا یا اس کے ساتھ زیادتی کرنا، اس کی برائی کے مقابلے میں زیادہ برائی کرنا یا کسی کام کو غیر مناسب وقت پر کرنا یا کسی چیز کو غیر موزوں مقام پر رکھنا۔

س: عدل کے متعلق اسلامی احکامات بیان کریں؟

ج: عدل یہ ہے کہ حقدار کو اس کا حق دیا جائے، نیکی کے کام کرنے والے کو اس کی نیکی کے برابر انعام دیا جائے اور بدی کرنے والے کو اس کی بدی کے برابر سزا دیا جائے۔

ارشادِ ربانی ہے:

"عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے"۔

س: احسان کا مفہوم اور اس کے متعلق اسلامی تعلیمات کی وضاحت کریں۔ اس سلسلے میں کیا احتیاط ضروری ہے؟

ج: احسان کا مفہوم:

احسان کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے ساتھ برائی کے بدلے برائی نہ کی جائے بلکہ اس کی برائی معاف کر دی جائے اور اس سے درگزر کیا جائے۔ احسان یہ بھی ہے کہ نیکی میں پہل کی جائے۔ نیکی کے بدلے میں زیادہ نیکی اور برائی کے بدلے میں بھلائی کی جائے۔ احسان یہ بھی ہے کہ کسی کام کو خوبصورت اور بہتر طریقے سے کیا جائے۔ ہر کام میں حسن اور خوبصورتی پیدا کرنا احسان ہے۔

اسلامی تعلیمات:

ارشادِ ربانی ہے:

"(لوگوں کے ساتھ) احسان کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

ایک اور آیت میں ہے کہ،

"احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ احسان کیا ہے اس لیے اس کو بھی اللہ کی مخلوق کے ساتھ احسان کرنا چاہیئے۔

احسان کے سلسلے میں احتیاط:

احسان کے سلسلے میں احتیاط کی صورت ہے کہ آپ حسنِ سلوک سے کام لیں۔ کوئی آپ کے ساتھ زیادتی بھی کرے تو اسے معاف کر دیں۔ کوئی آپ کے ساتھ بھلائی کرے تو اس کے ساتھ بہتر بھلائی کریں۔ کسی کے ساتھ زیادتی نہ کریں۔ لیکن جہاں معاملہ کسی ایسی زیادتی کا ہو جسے معاف کرنے سے ظالم کی حوصلہ افزائی ہو، وہاں فرد کو احسان کرنے کی بجائے معاملہ عدالت کے سپرد کر دینا چاہیئے تاکہ دوسرے لوگ اس زیادتی سے محفوظ رہیں۔ اور برائی کو کھلی چھٹی نہ مل سکے۔

۔خالی جگہ پُر کریں:

1۔عدل سے مُراد ہے کہ کسی ۔۔۔**بوجھ**۔۔۔ کو دو برابر حصوں میں بانٹ دیا جائے۔

2۔ہر کام مناسب وقت پر کرنا بھی ۔۔۔**عدل**۔۔۔ کی ہی ایک صورت ہے۔

3۔کسی چیز کو ۔۔۔**موزوں**۔۔۔ مقام پر رکھنا بھی عدل ہے۔

4۔کسی شخص کے ساتھ زیادتی کرنا ۔۔۔**ظلم**۔۔۔ کہلاتا ہے۔

5۔کسی کام میں ۔۔۔**خوبصورتی**۔۔۔ پیدا کرنا احسان ہے۔

اندازِ تربیت و تبلیغ

تفصیلی جوابات

س: دروازے پر نہر کی مثال سے رسول اللہ ﷺ نے پنج وقتہ نماز کی اہمیت کیسے واضح فرمائی؟

ج: رسول اللہ ﷺ تشریف فرماہیں۔ ارد گرد صحابہ کرامؓ کی محفل جمی ہے۔ حاضرین کو پوری طرح متوجہ دیکھ کر محسنِ انسانیت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لوگو تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر گزر رہی ہو، جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اس کے جسم پر تو کوئی میل کچیل باقی نہ رہے گا۔ فرمایا: بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔"

س: دروازے اور نہر والی اس مثال میں ہمارے لیے کیا سبق ہے؟

ج: اس مثال میں ہمارے لیے سبق ہے کہ جس طرح دن میں پانچ دفعہ غسل کرنے سے جسم پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہتا اسی طرح جب ہم پانچ وقت کی نماز ادا کرتے ہیں تو ہمارے سارے گناہ معاف ہو سکتے ہیں اور اللہ بھی ہم سے راضی ہو جائے گا۔ یہ نماز ہی ہے جو ہماری خطائیں ہماری غلطیاں معاف کروا کر ہمیں پاک صاف بنا دیتی ہے۔ اس لیے ہمیں اس کی پابندی کرنی چاہیے۔

س: آپ ﷺ نے ایک خزاں رسیدہ درخت کی مثال سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو کیا بات ذہن نشین کرائی؟

ج: حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سردیوں کے موسم میں ایک دن کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ موسمِ خزاں کی وجہ سے درختوں کے پتے ٹہنیوں سے خود بخود جھڑ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کی

دو شاخیں پکڑ لیں اور انھیں ہلایا تو پتے تیزی سے جھڑنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: "ابوزر" میں نے کہا، حاضر ہوں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"جب ایک انسان خالص اللہ کی رضا کے لیے نماز ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت سے یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔"

س: یتیم کی کفالت اور صراطِ مستقیم کی مثالیں بیان کریں؟

ج: یتیم کی کفالت کی مثال:

رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ بلند فرمایا۔ مٹھی بند کی اور ساتھ ساتھ والی دو انگلیاں اٹھائیں۔ ذہن نشین یہ کرانا تھا کہ یتیم کی سرپرستی اور امداد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ فرمایا:

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح قریب قریب ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ایک دوسری سے قریب ہیں۔"

کون مسلمان ہو گا جو یہ آرزو نہ کرے کہ اسے جنت بھی مل جائے اور جگہ بھی رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں نصیب ہو جائے۔

صراطِ مستقیم کی مثال:

نبی پاک ﷺ نے اسلام ہی سیدھا راستہ ہے، یہ مفہوم ذہن نشین کرانے کے لیے ایک سیدھی لکیر کھینچی جو ایک خاص منزل کی طرف جا رہی تھی، اور اپنا راستہ بڑی کامیابی اور آسانی سے طے کر رہی تھی۔ اس سے ہٹ کر آپؐ نے کچھ آڑھی ترچھی لکیریں کھینچیں اور دکھایا کہ ان کے ذریعے انسان کو منزلِ مقصود حاصل نہیں ہو سکتی۔ سلامتی صرف درمیان والا سیدھا راستہ (صراطِ مستقیم) ہی ہے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے مثالی خاکے کے زریعے زندگی کی بہت بڑی سچائی واضح فرما دی۔

س: رسول اللہ ﷺ کے اندازِ تربیت و تبلیغ کے نمایاں خدوخال بیان کریں؟

ج: رسول اللہ ﷺ کے اندازِ تربیت و تبلیغ کے نمایاں خدوخال درج ذیل ہیں:

- رسول اللہ ﷺ کو جب کسی بات پر زور دینا ہوتا تو ایک جملے کو بار بار دہراتے تھے۔
- بات کی مناسبت سے آواز اور لہجے میں تیزی یا نرمی اختیار فرماتے۔
- لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے کبھی کوئی سوال کرتے یا کسی سوال کو بار بار دہراتے۔
- تھوڑے سے وقت اور مختصر لفظوں میں پورا مفہوم ادا کر دیتے۔
- گفتگو میں الفاظ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتے کہ سننے والا آسانی سے یاد کر لیتا۔

۔الفاظ نہ ضرورت سے زیادہ ہوتے نہ کم۔

۔کسی کا نام لے کر یا اسے براہ راست مخاطب کر کے تنقید نہ فرماتے۔

۔کسی شخص کو سمجھانا ہوتا تو نام لیے بغیر سب کو مخاطب کر کے وہ بات بیان کر دیتے، تاکہ کسی کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

۔گفتگو میں عام طور پر ایک مسکراہٹ شامل رہتی۔

۔کسی بات پر زور دینا ہوتا تو ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہو بیٹھتے۔

۔بات بات سے محبت کا رس اور خلوص و خیر خواہی کا جذبہ ٹپکتا تھا۔

۔کوئی بات غیر معقول اور دلیل سے خالی نہ ہوتی۔

س: نبی پاک ﷺ کے اندازِ تبلیغ سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

ج: نبی پاک ﷺ کے اندازِ تربیت و تبلیغ سے ہمیں درج ذیل رہنمائی ملتی ہے:

۔ایک مبلغ کے سیرت و اخلاق میں ایسا حسن ہو کہ ملنے جلنے والوں کے دل اس کے لیے احترام و محبت سے لبریز ہوں۔

۔گفتگو ایسے وقت میں کی جائے جب لوگ اسے سننے کے لیے آمادہ ہوں۔

۔گفتگو سادہ اور آسان الفاظ میں کی جائے۔

۔اندازِ بیان ایسا دلچسپ اور شیریں ہو کہ بات خود بخود مخاطب کے دل میں اترتی چلی جائے۔

۔جو کچھ کہا جائے وہ حقیقت کے عین مطابق ہو۔

۔کلام میں اختصار ہو، بات اتنی لمبی نہ ہو جائے کہ سننے والے اُکتا جائیں۔

مختصر جوابات

س: نصیحت کا مفہوم بیان کریں؟

ج: نصیحت بھی تبلیغ کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ اس سے مُراد خیر خواہی یعنی دوسروں کی بھلائی چاہنا۔

س: مکارمِ اخلاق کے حوالے سے بتایئے کہ رسول اللہ ﷺ کو کس لیے مبعوث فرمایا گیا؟

ج: نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"میں اس لیے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کو نقطہ کمال تک پہنچا دوں"

س: صراطِ مستقیم سمجھانے کے لیے آپ ﷺ نے کیا انداز اختیار فرمایا؟

نبی پاک ﷺ نے اسلام ہی سیدھا راستہ ہے، یہ مفہوم ذہن نشین کرانے کے لیے ایک سیدھی لکیر کھینچی جو ایک خاص منزل کی طرف جا رہی تھی، اور اپنا راستہ بڑی کامیابی اور آسانی سے طے کر رہی تھی۔ اس سے ہٹ کر آپؐ نے کچھ آڑھی ترچھی لکیریں کھینچیں اور دکھایا کہ ان کے ذریعے انسان کو منزلِ مقصود حاصل نہیں ہو سکتی۔ سلامتی صرف درمیان والا

سیدھا راستہ (صراطِ مستقیم) ہی ہے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے مثالی خاکے کے زریعے زندگی کی بہت بڑی سچائی واضح فرمادی۔

س: یتیم کی کفالت کے سلسلے میں آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

ج: رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ بلند فرمایا۔ مٹھی بند کی اور ساتھ ساتھ والی دو انگلیاں اٹھائیں۔ ذہن نشین یہ کرانا تھا کہ یتیم کی سرپرستی اور امداد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ فرمایا:

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح قریب قریب ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ایک دوسری سے قریب ہیں۔"

س: کسی کا نام لیے بغیر سمجھانے کا مقصد بیان کریں؟

ج: کسی کا نام لیے بغیر سمجھانے کا مقصد ہے کہ اُس کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔

س: "الدین النصیحۃ" کا مطلب بیان کریں؟

ج: اس کا مطلب ہے "یعنی دین نام ہی خیر خواہی کا ہے۔"

۔خالی جگہ پُر کریں:

1۔ تبلیغ کے معنی ہیں۔۔۔ **پہنچا**۔۔۔ دینا۔

2۔ دین نام ہی۔۔۔ **خیر خواہی**۔۔۔ کا ہے۔

3۔ میں معلم بنا کر۔۔۔ **بھیجا**۔۔۔ گیا ہوں۔

4۔ بات اتنی۔۔۔ **لمبی**۔۔۔ نہ ہو جائے کہ سننے والے اُکتا جائیں۔

5۔ میں اور۔۔۔ **یتیم**۔۔۔ کی کفالت کرنے والا جنت میں قریب قریب ہوں گے۔

فکرِ آخرت

س: سورۃ المزمل اور سورۃ القارعۃ سے اس سبق میں جو باتیں نقل کی گئیں ہیں انھیں اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

ج: سورۃ المزمل:

سورۃ المزمل میں ہے:

"ہمارے پاس (ان کے جکڑنے کے لیے) بیڑیاں ہیں اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ اور گلے کو پکڑ لینے والا کھانا ہے۔ اور درد دینے والا عذاب ہے۔ اس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے۔ اور پہاڑ (ریزہ ریزہ) ہو کر ریگ رواں (چلتے ہوئے

ریت کے ٹیلے) کی شکل اختیار کر لیں گے۔۔۔ تو اگر تم نے کفر کی روش اختیار کی تو اپنے آپ کو اُس دن (کے عذاب اور سختیوں سے) کیسے بچا سکو گے، جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔"

سورۃ القارعہ:

سورۃ القارعہ میں ہے:

"اس روز لوگ یوں ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے۔ اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے گے، جیسے دُھنکی ہوئی رنگ برنگ کی اُون۔ پھر جس کے (نیک اعمال) کے وزن بھاری ہوئے، وہ دل پسند عیش میں ہو گا۔ اور جس کے وزن ہلکے ہوں گے، اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ اور تم کیا جانو کہ ہاویہ کیا ہے! (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔"

س: فکر آخرت کے سلسلے میں ہمیں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے؟

ج: آخرت میں ہمیں اپنی پوری زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔ اس لیے ہمیں آج ہی اس کے لیے تیاری کرنی چاہیئے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

"جو اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے ڈرا، اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔"

اور یہ بھی فرمایا کہ اس روز تمام نعمتوں کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔ مال کیسے کمایا؟ کہاں خرچ کیا؟ زندگی کیسے گزاری؟ جوانی کس حال میں صرف کی؟ وقت ضائع کیا یا اُسے نیک کاموں میں صرف کیا یا بُرے کاموں میں لگایا؟ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ والدین، اساتذہ، رشتہ داروں کی خدمت کی یا نہیں؟ اللہ کے بندوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا یا نہیں؟ غرض انسان سے ایک ایک بات کا حساب لیا جائے گا۔

اس لیے فکرِ آخرت کا اولین تقاضا ہے کہ ہم روزانہ پنج وقتہ نماز میں کوتاہی نہ کریں، اعمالِ صالحہ کو اپنائیں اور ہر اس کام سے اجتناب کریں جو آخرت میں ہماری بربادی اور رسوائی کا باعث ہو۔

س: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گناہوں کے متعلق کیا فرمایا؟

ج: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچانے کی خاص طور پر کوشش کرو جنھیں حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے متعلق بھی باز پُرس ہونے والی ہے۔"

س: کراماً کاتبین کے ذمے کیا کام ہیں؟

ج: کراماً کاتبین انسان کی زندگی کی ایک ایک بات کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں یہ سب انسان کے سامنے لایا جائے گا اور انسان اپنے کسی ظلم اور گناہ کو چھپا نہیں سکے گا۔ جو کچھ ہم بولتے اور کرتے ہیں وہ یونہی فضا میں تحلیل ہو کر نہیں رہ جاتا بلکہ اس کے نقوش ہمارے گرد و پیش ذرے ذرے پر ثبت ہو رہے ہیں۔

۔خالی جگہ پر پُر کریں:

1۔اس دن کیسے بچو گے جو بچوں کو۔۔۔**بوڑھا**۔۔۔کر دے گا۔

2۔اس روز لوگ یوں ہوں گے جیسے۔۔۔**بکھرے**۔۔۔ہوئے پتنگے۔

3۔اس دن پہاڑ ایسے ہو جائیں گے، جیسے۔۔۔**دھنکی**۔۔۔ہوئی رنگ برنگ کی اون۔

4۔جس کے نیک اعمال کے وزن بھاری ہوئے وہ۔۔۔**دل پسند**۔۔۔عیش میں ہو گا۔

5۔قیامت کے دن سب سے پہلے۔۔۔**نماز**۔۔۔کا حساب لیا جائے گا۔

اندازِ گفتگو

تفصیلی جوابات

س: اندازِ گفتگو کے بارے میں ہمارے دین میں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

ج: سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کی بعض نصیحتوں کا ذکر فرمایا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کیں تھیں، ان میں سے ایک یہ ہے:

"اور بولتے وقت آواز نیچی رکھنا کیوں کہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔"

اس قرآنی آیت بظاہر اونچی آواز کو ناپسند کیا گیا ہے لیکن اس سے مُراد یہ نہیں ہے کہ آدمی ہمیشہ آہستہ بولے اور کبھی اونچی آواز میں بات نہ کرے۔ بلکہ گدھے کی آواز سے تشبیہ دے کر واضح کیا گیا ہے کہ ناپسندیدہ آواز کیسی ہوتی ہے۔ بعض اوقات اونچی آواز میں بولنا ضرورت کا تقاضا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اونچی آواز میں بولنے میں کوئی حرج نہیں۔ اونچی آواز میں کلام کرنا اس صورت میں ناپسندیدہ ہے جبکہ اس کا مقصد کسی پر رعب جمانا اور اپنی برتری ظاہر کرنا ہو اور ایسی صورت میں بلند آواز میں بولنے کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دی گئی ہے اور اسے بدترین آواز قرار دیا گیا ہے۔

س: انسانی شخصیت پر اندازِ گفتگو کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

ج: اندازِ گفتگو کسی بھی انسان کی شخصیت کو جانچنے کا ایک بہترین پیمانہ ہے۔ کسی شخص کی گفتگو سے سننے والے پر جو تاثر قائم ہوتا ہے۔ وہ اس کی شکل وصورت اور ظاہری حالت سے کہیں زیادہ اہم اور دیرپا ہوتا ہے۔ ایک بدصورت آدمی بھی محض اپنے شیریں کلام کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک انتہائی خوبصورت آدمی اگر اندازِ گفتگو میں جاہلانہ طور طریقہ اپنائے تو لوگ اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ گفتگو سوچ کا عکس ہوتی ہے اور سوچ عمل کی بنیاد ہوتی ہے۔ اس لیے گفتگو کی مدد سے کسی انسان کے باطن کو جانا جا سکتا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ اپنی گفتگو میں الفاظ کا چناؤ سوچ

سمجھ کر کریں۔ اسی طرح الفاظ کی ادائیگی میں ٹھہراؤ اختیار کریں۔ بات چیت میں بناوٹ سے کام نہ لیں۔ درشت لہجہ اپنانے سے جہاں تک ہو سکے گریز کریں۔

مختصر جوابات

س: سورۃ لقمان میں آواز کے حوالے سے کیا نصیحت کی گئی ہے؟

ج: سورۃ لقمان میں آواز کے حوالے سے نصیحت کی گئی ہے کہ،

ترجمہ:

"اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیوں کہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔"

س: رسول اللہ ﷺ کس طرح گفتگو فرمایا کرتے تھے؟

ج: ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح بغیر توقف کے گفتگو نہیں فرماتے تھے، بلکہ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے کہ آپؐ کے پاس بیٹھا شخص اسے یاد کر لیتا۔"

س: گفتگو میں انداز کو کیا اہمیت حاصل ہے؟

ج: گفتگو میں انداز کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ بعض اوقات ایک عام سی بات شیریں انداز کی وجہ سے کہیں زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ دانشمندانہ بات بھی اگر بُرے انداز میں کی جائے تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا گفتگو کے اجزا کی طرح گفتگو کا انداز بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے۔

۔خالی جگہ پُر کریں:

1۔ انسانوں اور جانوروں کے مابین ایک بنیادی فرق۔۔۔**زبان**۔۔۔کا ہے۔

2۔ موقع محل کی مناسبت سے۔۔۔**گفتگو**۔۔۔میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

3۔ رسول اللہ ﷺ بات سمجھانے کے لیے۔۔۔**تین**۔۔۔مرتبہ دہراتے تھے۔

4۔ بلاوجہ۔۔۔**تیز تیز**۔۔۔بولنا وقار کے منافی ہے۔

۔درج ذیل میں سے صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1۔ رسول اللہ ﷺ بغیر توقف کے گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ (صحیح)

2۔ اونچی آواز میں بات کرنا تہذیب کے برعکس نہیں ہے۔ (غلط)

3۔ سب سے بُری آواز مُرغ کی ہے۔ (غلط)

4۔ گفتگو سوچ کا عکس ہوتی ہے۔ (صحیح)

5۔ سورۃ لقمان میں حضرت آدمؑ کی نصیحتوں کا ذکر ہے۔ (غلط)

۔درج ذیل میں سے صحیح جواب کا انتخاب کریں:

1۔ بدترین آواز ہے: (گدھے کی آواز)

2۔ کلام کا مقصد ہے: (مُدعا بیان کرنا)

3۔ سورۃ لقمان میں ہے کہ آواز: (نیچی رکھنا)

4۔ گفتگو میں الفاظ کا چناؤ کریں: (سوچ سمجھ کر)

5۔ اندازِ گفتگو میں ٹھہراؤ علامت ہے: (شائستگی کی)

گھریلو زندگی

تفصیلی جوابات

س: نبی پاک ﷺ کی گھریلو زندگی کیسی تھی؟ احادیث کی روشنی میں بیان کریں؟

ج: آنحضور ﷺ نے زندگی کے باقی شعبوں کی طرح گھریلو معاملات میں بھی ہمارے لیے ایک فقید المثال نمونہ پیش کیا ہے۔ آپؐ ایک بہترین شوہر اور مثالی باپ تھے۔ گھر والوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے اچھا ہو اور میں تم سب میں سے اپنے اہل و عیال کے لیے اچھا ہوں۔"

س: چھوٹوں سے شفقت کے بارے میں حدیث بیان کریں؟

ج: نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے،

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے۔"

س: گھریلو زندگی کے آداب کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کے نظم و ضبط کی اہمیت بیان کریں؟

ج: گھریلو زندگی میں حقوق و فرائض کا تعین کرنے کے ساتھ ساتھ اس زندگی کے آداب بھی اسلام میں سکھائے گئے ہیں۔ ان آداب میں سے سب سے اہم اصول "استئیذان" ہے۔

استئذان کامفہوم ہے "اجازت طلب کرنا۔"

ایک گھر میں رہنے والے افراد آپس میں انتہائی قریبی تعلق میں جڑے ہوتے ہیں۔اس کے باوجود اسلام گھر کے مردوں کو بھی یہ تلقین کرتا ہے کہ جب وہ گھر میں داخل ہوں تو اجازت لے کر داخل ہوں۔خاموشی کے ساتھ اچانک گھر میں داخل نہ ہوں۔"سورۃ النور" میں استئذان کے حوالے سے احکامات بیان کیے گئے ہیں۔گھر کے بچوں کو بھی اس بات کا عادی بنایا جائے کہ وہ اجازت لیے بغیر بڑوں کے کمروں میں داخل نہ ہوں۔نجی زندگی میں بھی وقار برقرار رکھا جائے۔

مختصر جوابات

س:اسلام میں گھر کا سربراہ کس کو قرار دیا گیا ہے؟

ج: اسلام میں گھر کا سربراہ شوہر کو قرار دیا گیا ہے۔

س:"خیر کم خیر کم لا ھلی وانا خیر کم لا ھلی،"کا ترجمہ لکھیں؟

ترجمہ:" تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے اچھا ہو اور میں تم سب میں سے اپنے اہل وعیال کے لیے اچھا ہوں۔"

س:والدین کا اولاد پر کوئی ایک حق بیان کریں؟

ج:والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں جب ضعیف ہو جائیں تو ان کی خدمت کرنا اولاد کا فرض ہے۔والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا جائے۔جو اولاد بوڑھے والدین کی خدمت سے خود کو غافل کر لیتی ہے وہ خود کو اجرِ عظیم سے محروم کر لیتی ہے۔

س:گھریلو زندگی کی اہمیت دو سطروں میں بیان کریں؟

ج:اسلام میں گھریلو زندگی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے قوانین کا شریعت میں الگ بیان ملتا ہے۔کسی بھی معاملہ کو مبہم اور غیر واضح نہیں چھوڑا گیا۔مثلاً، نکاح، میاں بیوی کے حقوق و فرائض،والدین اور اولاد کے حقوق و فرائض سب کے بارے میں واضح ہدایات دی گئی ہیں۔

س:نبی اکرم ﷺ گھر میں کس طرح وقت گزارا کرتے تھے؟

ج:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے۔آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"آپؐ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔"

س:قوام سے کیا مُراد ہے؟

ج:" قوام اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارے یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں چلانے، اور اس کی حفاظت و نگہبانی کرنے، اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہو۔"

۔خالی جگہ پُر کریں:

1۔رسول اللہ ﷺ کا اُسوہ حسنہ ہمارے سامنے۔۔۔**موجود**۔۔۔ہے۔

2۔بہترین۔۔۔**کام**۔۔۔گھر والوں پر مال خرچ کرنا ہے۔

3۔خاموشی کے ساتھ اچانک۔۔۔**گھر**۔۔۔میں داخل نہ ہوں۔

4۔جو ہمارے چھوٹوں پر۔۔۔**شفقت**۔۔۔نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔

5۔استئیذان کا مفہوم ہے۔۔۔**اجازت**۔۔۔طلب کرنا۔

۔درج ذیل میں سے صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1۔اولاد کو وراثت میں اُس کے شرعی حصہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ (صحیح)

2۔جو اولاد والدین کی خدمت سے غافل رہتی ہے وہ خود کو اجرِ عظیم سے محروم کر لیتی ہے۔ (صحیح)

3۔ماں باپ کو محبت کی ایک نگاہ سے دیکھنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ (غلط)

4۔اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اجازت طلب کرنا غیر ضروری ہے۔ (غلط)

۔درج ذیل میں سے صحیح جواب کا انتخاب کریں:

1۔بہترین شخص وہ ہے جو اچھا ہے: (اپنے اہل و عیال کے لیے)

2۔قوام سے مُراد ہے: (نگہبان)

3۔گھر کا سربراہ ہے: (شوہر)

4۔بوڑھے ماں باپ کی خدمت سے غفلت: (اجر سے محرومی)

5۔استئیذان کے احکام بیان کیے گئے: (سورۃ النور میں)

خشیت الٰہی

س: خشیتِ الٰہی کے متعلق اسلامی تعلیمات بیان کریں؟

ج: خشیتِ الٰہی کے متعلق اسلامی تعلیمات درج ذیل ہیں:

۔ارشادِ ربانی ہے،

"بے شک اللہ کے بندوں میں سے وہی اس سے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔"

اس سے ظاہر ہوا خشیتِ الٰہی علم سے پیدا ہوتی ہے۔

۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

"قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر تم وہ سب جان لو، جو مجھے معلوم ہے تو تمھارا ہنسنا بہت کم اور رونا بہت زیادہ ہو جائے۔"

۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ،

"اللہ کے نیک اور خداترس بندے وہ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔ اس کے باوجود اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کی عبادتیں رد نہ ہو جائین۔ یہی لوگ تیزی سے نیکی کی طرف بڑھنے والے ہیں۔"

۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

"جس بندہ مومن کی آنکھوں سے خشیت الٰہی کے تحت مکھی کے سر جتنا آنسو بھی اس کے رخساروں پر بہہ نکلے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اس پر حرام کر دے گا۔"

۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

"جب خشیتِ الٰہی سے کسی بندے کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے کسی (خزاں رسیدہ) بوڑھے درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں۔"

س: خشیتِ الٰہی سے کیا مُراد ہے؟

ج: خشیتِ الٰہی سے مُراد ہے اللہ کا ڈر۔ یہ انسان کی زندگی سنوارنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور آخرت کی کامیابی کا دارومدار بھی اسی پر ہے۔

۔خالی جگہ پُر کریں:

1۔ خشیتِ الٰہی سے مُراد۔۔۔**اللہ کا ڈر**۔۔۔ہے۔

2۔ آخرت کا ڈر انسان کی زندگی کو سنوارنے اور آخرت کی۔۔۔**کامیابی**۔۔۔کا بڑا ذریعہ ہے۔

3۔ خشیتِ الٰہی۔۔۔**نیکی**۔۔۔کا سرچشمہ ہے۔

4۔ وہی مومن اللہ سے ڈرتے ہیں جو۔۔۔**علم**۔۔۔والے ہیں۔

5۔ جس مومن کی آنکھ سے۔۔۔**مکھی کے سر**۔۔۔جتنا آنسو بھی بہہ نکلے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

6۔ آپؐ نے خشیتِ الٰہی کو۔۔۔**دانائی**۔۔۔کی اصل بنیاد قرار دیا ہے۔